

ذریعے سے ہوا تھا اور انھوں نے اس کی نقل نواب سعید الدین احمد خاں طالب کی بیاض سے حاصل کی تھی۔ مجھے اس کی نقل دہلی کے ایک قلمی دیوان سے ملی، جو نواب شجاع الدین احمد کی ملکیت تھا۔

۱۔ لغات : مسنی الضر : میں دُکھ میں ڈال دیا گیا ہوں“ قرآن مجید میں یہ حضرت ایوبؑ کا قول ہے۔ اس میں کہیں ذاتِ باری تعالیٰ سے گلہ موجود نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! تو نے مجھے دُکھ میں ڈال دیا، کیونکہ وہ تو کسی کو بھی دُکھ میں نہیں ڈالتا۔ اس نے جو کچھ بخشا ہے، سراسر سُکھ اور راحت ہی ہے۔ جو بھی حالت ہمارے لیے دُکھ بن جاتی ہے، وہ خود ہماری صورتِ حال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی دوست ہی کوئی نہیں ہے، جو کرے چارہ گری نہ سہی، ایک تمنائے دوا ہے تو سہی غیر سے دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے نہ سہی ہم سے، پر اُس بُت میں وفا ہے تو سہی نقل کرتا ہوں اسے نامہ اعمال میں یہیں کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالب شہرہ تیزی شمشیرِ قضا ہے تو سہی

میرزا غالب یقیناً اس حقیقت سے ناواقف نہ ہوں گے، تاہم اُن کے ہاں خود اپنی صورتِ حال بیان کرنا بھی گلہ ہی ہے، خواہ اسلوب کوئی ہو۔

شرح : اے حضرت ایوبؑ! آخر آپ نے اپنی کیفیت بیان کرنے کے لیے مسنی الضر کا کلمہ توارشاد فرمایا۔ یہ بھی تو ایک قسم کا گلہ شکوہ ہی ہے۔ حقیقی مبروہ شکیب کا تقاضا یہ تھا کہ اپنی حالت درد و غم کسی بھی شکل میں بیان نہ کی جاتی۔ ذاتِ باری تعالیٰ